5

تہجد کا معنی ہے نیند کو ترک کر کے اٹھنا اور بعد نماز پڑھنا

مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

مسجد میں سونے کا بیان ہے۔

امام شافعی کے نزدیک کوئی کراہت نہیں ہے۔

1

طالب دعا: علی حیدر + محمد بلال

(کتاب التہجد)

محمد آصف 1

باب 3 :- (فضل قیام اللیل)

مسجد میں سونے کا بیان :-

جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہوا ہے حدیث میں سونے کا تو اس بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔

1) امام شافعی کے نزدیک اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ ان کی دلیل جیسا کہ حدیث پاک میں ذکر ہوا ہے۔

2) امام مالک کے نزدیک شہر کے تندرست آدمی کا مسجد میں سونا مکروہ ہے۔

3) ابن عربی نے کہا جس کا گھر ہو اسکو مسجد میں نہیں سونا چاہیے اور مسافر کے لیے مسجد ہی گھر ہے اور معتکف کا گھر بھی مسجد ہے۔

باب 4 (تحریض النبی علی قیام اللیل)

نبی سے چاشت کی نماز کا ثبوت :-

اس حدیث پاک میں حضرت عائشہ نے یہ بیان کیا ہے کہ نبی اکرم نے کبھی چاشت کی نماز نہیں پڑھی حالانکہ متعدد صحابہ سے ثابت ہے کہ آپ چاشت کی نماز پڑھتے تھے۔

1) حضرت ام ھانی بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اکرم میرے گھر تشریف لائے میں نے آپ کے غسل کے لیے پانی رکھا سو آپ نے غسل کیا پھر آپ نے چاشت کی آٹھ رکعات نماز پڑھی۔

2) حضرت ابو ھریرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے صرف ایک مرتبہ رسول اکرم کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

باب 7 (من نام عند السحر)

نبی اکرم کے سحری کے وقت سونے کا معنی:-

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ نبی اکرم سحری تک نماز پڑھتے رہتے تھے پھر سحری کے وقت سو جاتے تھے۔ اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ وقت رات کا چھٹا حصہ ہوتا تھا جس میں حضرت داؤد علیہ السلام سو جاتے تھے۔

علامہ ابن البطال نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لمبی راتوں میں سحر کے وقت سوتے تھے اور یہ غیر رمضان کا امر ہے کیونکہ نبی اکرم تاخیر سے سحری کرتے تھے۔

باب 9 (باب طول الصلاۃ فی قیام اللیل)

حتی هممت بامر سوء:-

حدیث پاک میں حضرت ابن مسعود نے اپنے بیٹھنے کو بری بات کیوں فرمایا — اس کا جواب یہ ہے کہ نبی اکرم کی مخالفت بری بات ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ

طول قیام اللیل افضل ہے یا کثرت رکوع و سجود:-

فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ نفل نماز میں طول قیام افضل ہے یا کثرت رکوع و سجود۔

① حضرت ابو ذر سے مروی ہے کہ وہ طویل قیام نہیں کرتے تھے۔ اور رکوع و سجود کی کثرت کیا کرتے تھے۔

② ابن عمر نے فرمایا کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جب بندہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہوں کو اس کے سر اور کندھوں پر رکھ دیا جاتا ہے۔ اور وہ جب بھی

رکوع و سجدہ کرتا ہے اس کے گناہ گر جاتے ہیں۔

دوسرا موقف :-

دوسرے فقہاء کا یہ قول ہے کہ لمبا قیام کرنا افضل ہے۔ کیونکہ حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم سے سوال کیا گیا کون سی نماز افضل ہے آپ نے فرمایا جس میں لمبا قیام ہو۔ امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد کا یہی قول ہے۔

باب: کیف صلاۃ اللیل ... الخ

رات کی نماز میں مختلف رکعات میں تطبیق

اس باب کی احادیث میں یہ ذکر ہے کہ نبی اکرم رات کو سات رکعات بھی پڑھتے تھے اور نو رکعات بھی پڑھتے تھے۔ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم نو رکعات کے ساتھ وتر پڑھتے تھے۔ پھر بیٹھ کر دو رکعات پڑھتے پھر جب آپ کمزور ہوگئے تو سات رکعات کے ساتھ وتر پڑھتے تھے۔ اور آخر میں دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

باب: (قیام النبی باللیل)

تہجد کی نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی یا نفل :-

① اس سلسلے میں ایک قول یہ ہے کہ رات کا قیام آپ پر فرض نہیں تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے کہ (رات کو نماز میں قیام کریں مگر تھوڑا - آدھی رات یا اس سے کچھ کم کر دیں)

جب کہ فرض اس طرح نہیں ہوتا بلکہ فرض میں حتمی طور پر کچھ معین کیا جاتا ہے۔ یہ مستحب کی شان ہے۔

(2) دوسرا قول یہ ہے کہ رات کا قیام صرف آپ پر فرض تھا یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے کیونکہ نبی اکرم نے فرمایا مجھے تمہاری طرف نکلنے سے صرف یہ چیز مانع ہوئی کہ مجھے یہ خوف ہوا کہ رات کی نماز تم پر فرض کر دی جائے گی۔

(3) تیسرا قول یہ ہے کہ رات کا قیام آپ پر بھی اور آپ کی امت پر بھی فرض تھا۔ پھر سورہ مزمل کی اس آیت سے رات کا قیام منسوخ کر دیا گیا (اللہ کو علم ہے کہ اے مسلمانو تم ہرگز اس قیام کو شمار نہیں کر سکو گے سو اس نے تمہاری توبہ قبول فرمائی) جمہور کا یہی موقف ہے۔

باب 28 (ما یقراء فی رکعتی الفجر)

صبح کی دو رکعت سنت فجر میں قرآن پڑھنے کی مقدار میں چار مذاہب ہیں۔

مذھب اول:- امام طحاوی نے فرمایا کہ ایک قوم نے یہ کہا ہے کہ صبح کی دو رکعت سنت میں قرآن نہ پڑھے۔
انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں حضرت عائشہ نے کہا ہے کہ نبی اکرم صبح کی فرض نماز سے پہلے تخفیف کے ساتھ دو رکعت پڑھتے تھے۔ حتی کہ میں سوچتی تھی کہ آپ نے سورۃ فاتحہ پڑھی ہے یا نہیں۔

دوسرا مذھب:- دوسروں نے یہ کہا ہے کہ خصوصیت کے ساتھ سورۃ فاتحہ ہی کو تخفیف کے ساتھ پڑھے۔
یہ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے اور یہی امام مالک کا مذھب ہے۔

تیسرا قول:۔ فقہاء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ اس میں تخفیف کے ساتھ قرآن پڑھے۔ اور سورۃ فاتحہ کے ساتھ کوئی چھوٹی سورت پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔ ایک روایت میں امام مالک کا یہی قول ہے اور امام شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ

حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں۔ میں نے کتنی مرتبہ سنا ہے کہ رسول اکرم نماز فجر سے پہلے دو رکعت سنت فجر میں اور دو رکعت سنت مغرب کے بعد میں قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے۔

چوتھا قول:۔ امام ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ بعض اوقات میں فجر کی دو رکعت سنت میں قرآن کی اپنی منزل پڑھتا ہوں اور یہی ان کے اصحاب کا قول ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے۔

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں۔ رسول اکرم نے فرمایا فجر کی دو رکعت سنت دنیا وما فیہا سے بہتر ہے۔

کیونکہ رسول اکرم نے دیگر نوافل کی بہ نسبت افضل عمل لمبے قیام کو قرار دیا ہے۔

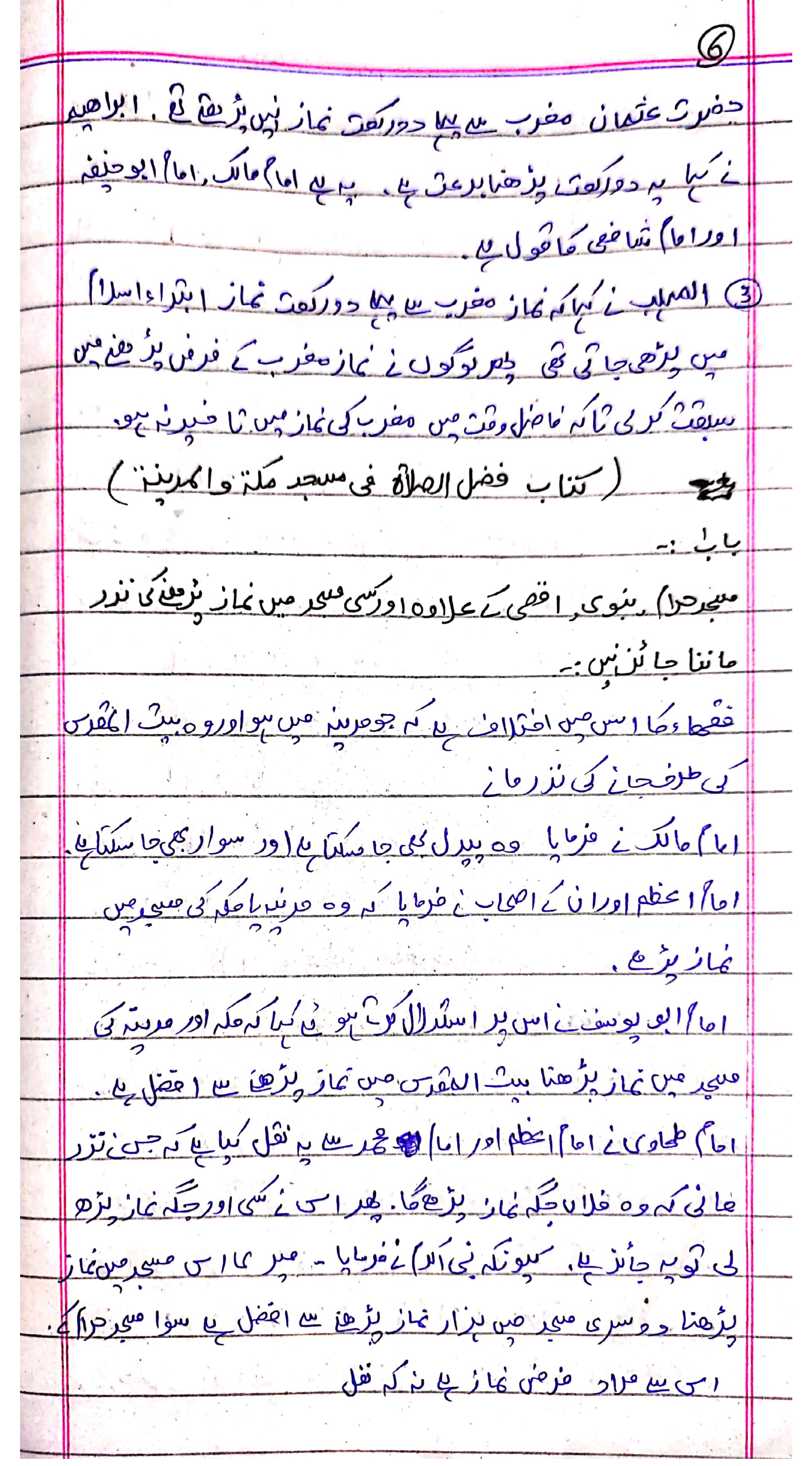
باب 35 (الصلاۃ قبل المغرب)

نماز مغرب سے پہلے دو رکعت نماز میں اختلاف فقہاء:۔

متقدمین کا نماز مغرب سے پہلے نفل پڑھنے میں اختلاف ہے۔

(1) حضرت ابی بن کعب، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص مغرب سے پہلے نماز پڑھتے تھے۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ جب مؤذن اذان دیتا تھا تو صحابہ ستونوں کی طرف سبقت کرتے تھے پس نماز پڑھتے تھے۔ امام احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے۔

(2) حضرت ابراھیم نخعی نے کہا حضرت ابوبکر حضرت عمر



حضرت عثمان مغرب سے پہلے دو رکعت نماز نہیں پڑھتے تھے۔ ابراہیم نے کہا یہ دو رکعت پڑھنا بدعت ہے۔ یہ ہی امام مالک، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا قول ہے۔

(3) المہلب نے کہا کہ نماز مغرب سے پہلے دو رکعت نماز ابتداء اسلام میں پڑھی جاتی تھی پھر لوگوں نے نماز مغرب کے فرض پڑھنے میں سبقت کر لی تاکہ افضل وقت میں مغرب کی نماز میں تاخیر نہ ہو۔

(کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ)

باب :-

مسجد حرام، نبوی، اقصیٰ کے علاوہ اور کسی مسجد میں نماز پڑھنے کی نذر ماننا جائز نہیں :-

فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ جو مدینہ میں ہو اور وہ بیت المقدس کی طرف جانے کی نذر مانے

امام مالک نے فرمایا وہ پیدل بھی جا سکتا ہے اور سوار بھی جا سکتا ہے۔

امام اعظم اور ان کے اصحاب نے فرمایا کہ وہ مدینہ یا مکہ کی مسجد میں نماز پڑھے۔

امام ابو یوسف نے اس پر استدلال کرتے ہوئے کہا کہ مکہ اور مدینہ کی مسجد میں نماز پڑھنا بیت المقدس میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

امام طحاوی نے امام اعظم اور امام محمد سے یہ نقل کیا ہے کہ جس نے نذر مانی کہ وہ فلاں جگہ نماز پڑھے گا۔ پھر اس نے کسی اور جگہ نماز پڑھ لی تو یہ جائز ہے۔ کیونکہ نبی اکرم نے فرمایا - میری اس مسجد میں نماز پڑھنا دوسری مسجد میں ہزار نماز پڑھنے سے افضل ہے سوا مسجد حرام کے۔

اس سے مراد فرض نماز ہے نہ کہ نفل

مدینہ افضل ہے یا مکہ افضل ہے؟

فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ مکہ میں نماز پڑھنا مدینہ میں نماز پڑھنے سے افضل ہے یا مدینہ میں نماز پڑھنا مکہ سے افضل ہے۔

(1) ایک جماعت کا یہ مذھب ہے کہ مدینہ مکہ سے افضل ہے۔ حضرت عمر بن خطاب سے یہی مروی ہے اور یہی امام مالک کا اور اکثر اھل مدینہ کا قول ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر بن خطاب فرماتے تھے۔ مسجد حرام کی ایک نماز اس کے ماسوا کی سو نمازوں سے افضل ہے۔

حضرت ابو ھریرہ کی حدیث میں وہ کہتے تھے کہ مسجد نبوی کی ایک نماز باقی تمام مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ ماسوا مسجد حرام کے کیونکہ مسجد نبوی میں نماز پڑھنا مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ مگر اس کی ہزار نمازوں سے افضل نہیں ہے۔

(2) دوسری جماعت کا مذھب یہ ہے کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے یہ علماء اھل مکہ فقہاء احناف اور امام شافعی کا مذھب ہے۔

ان کی دلیل حضرت عبداللہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا میری اس مسجد میں سو نمازوں سے افضل ہے۔

بطریق نظر ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر زندگی میں ایک بار مسجد حرام کا قصد کرنے کو فرض قرار دیا ہے اور ان پر مسجد نبوی کے قصد کرنے کو فرض نہیں قرار دیا۔

ابواب العمل فی الصلاۃ

باب 6 باب ما ینھی عن الکلام

نماز میں اصلاح نماز کے لیے کلام کرنا:-

① امام مالک اور امام اوزاعی نے نماز کی مصلحت کے لیے نماز میں کلام کرنے کی اجازت دی ہے۔

امام مالک کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابو ھریرہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم نے ظہر یا عصر کی نماز دو رکعت پڑھا دی تو حضرت ذوالیدین نے کہا کہ یارسول اللہ کیا اب نماز کی مقدار کم ہوگئی ہے۔ نبی اکرم نے اپنے صحابہ سے پوچھا جو یہ کہہ رہے ہیں حق ہے صحابہ نے کہا جی ہاں تو آپ نے دو رکعت اور پڑھیں اور سہو کے دو سجدے کیے۔

② فقہاء احناف نے اس سے منع کیا ہے

فقہاء احناف یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود اور حضرت زید بن ارقم کی حدیث حضرت ذوالیدین کے قصے کے لیے ناسخ ہے۔ اور دوسری قوی دلیل یہ ہے کہ حضرت ذوالیدین کی روایت والے دن حضرت عمر بن خطاب بھی موجود تھے۔ پھر ان کے زمانہ خلافت میں بھی ایسا ہوا تو انہوں نے نماز دوبارہ پڑھی۔

باب 7:- (اذا دعت الام ولدھا فی الصلاۃ)

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جریج کی شریعت میں نماز میں باتیں کرنا ممنوع نہیں تھا اور پہلے ہماری شریعت میں بھی نماز میں باتیں کرنا جائز تھا۔ حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

(اور اللہ کے لیے خاموشی کھڑے رہو۔

اور نبی اکرم کا حضرت سعید بن المعلی کو نہ آنے پر زجر کرنا اسی وقت تھا جب نماز میں کلام مباح تھا۔ تو جب نماز میں کلام منسوخ ہو گیا، تو کسی کے لیے نماز توڑنا جائز نہیں۔ رسول اکرم نے فرمایا خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔ لیکن فقہاء نے کہا کہ وہ نماز میں تخفیف کرے اور ماں باپ کے بلانے پر چلا جائے۔

باب 17 (باب الخصر فی الصلاۃ)

نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت کی وجوہ:-

یہود اکثر اپنی کوکھ پر ہاتھ رکھتے تھے۔ اس لیے مسلمانوں کو نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا تاکہ یہود کے ساتھ مشابہت نہ ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس میں اہل دوزخ اور شیطان کی مشابہت ہے۔

حضرت عائشہ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے کو مکروہ کہتی تھی اور کہتی تھیں کہ اس طرح یہود کرتے ہیں۔

(کتاب السھو)

باب (ما جاء فی السھو)

سلام پھیرنے کے بعد یا پہلے سجدہ سھو ہوگا؟

اس حدیث کے ظاہر سے جو کہ ابھی گزری ہے (1224) بعض فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ نماز میں زیادتی ہو یا کمی سجدہ سھو نماز میں مطلقاً سلام سے پہلے کیا جائے گا۔ یہی امام شافعی کا مذہب ہے اور ایک روایت میں امام احمد کا مذہب ہے دلیل جو حدیث مذکور ہو گئی ہے۔

(2) امام اعظم اور ان کے اصحاب کا یہ مذھب ہے کہ نماز میں زیادتی ہو یا کمی سجدہ سہو سلام کے بعد کیا جائے گا۔
حضرت علی، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابن مسعود
حضرت ابن عباس حضرت انس بن مالک کا یہی مذھب ہے۔
ان کا استدلال کئی احادیث سے ہے
رسول اکرم نے فرمایا جس شخص کو اپنی نماز میں شک ہو وہ سلام پھیرنے کے بعد سہو کے دو سجدے کرے۔

اس بارے میں مذاہب فقہاء :-

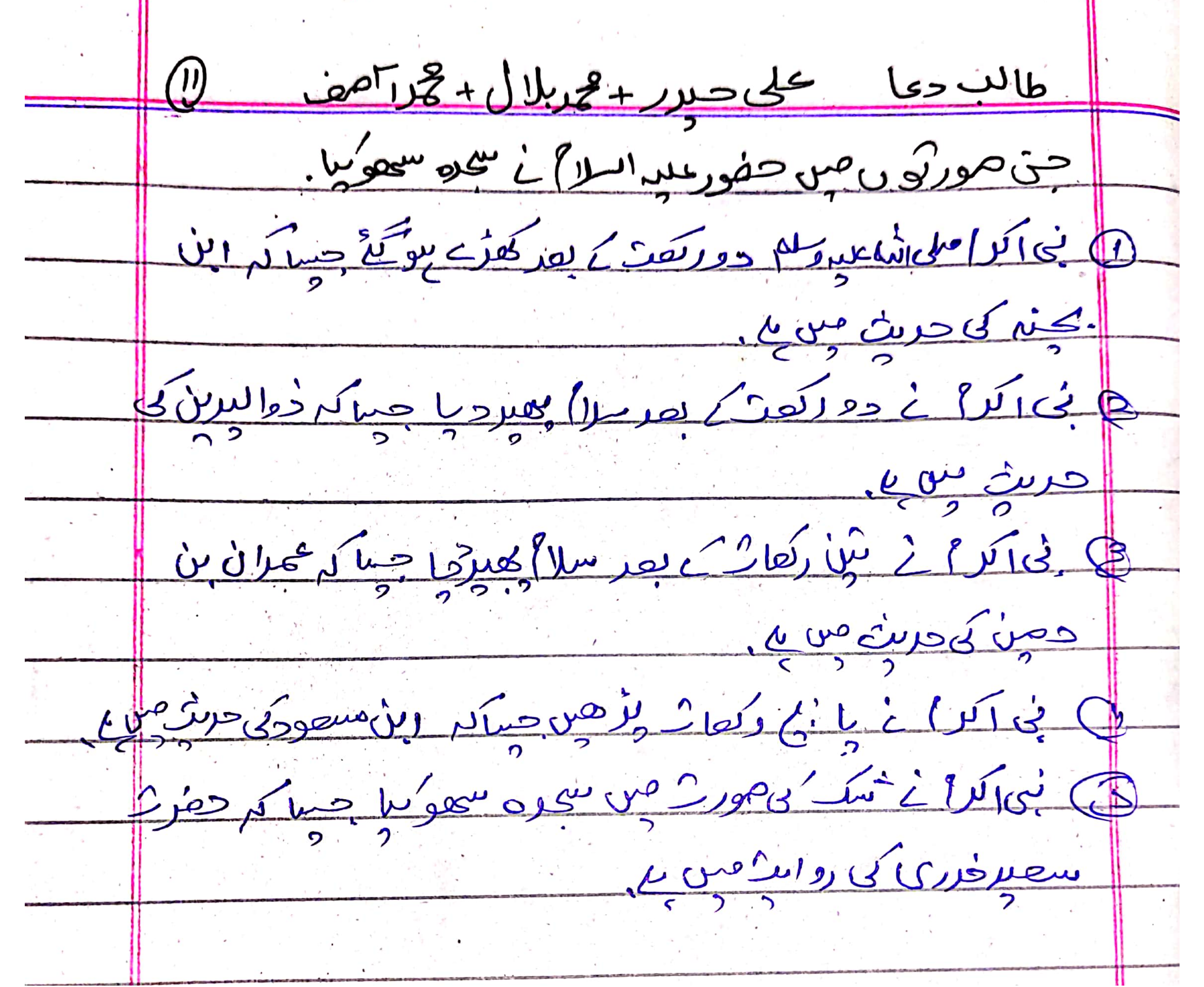
(1) امام اعظم کے نزدیک مطلقاً سلام کے بعد سجدہ سہو کیے جائیں اور فقہاء شافعیہ کے نزدیک مطلقاً سلام سے پہلے سجدہ سہو کیے جائیں۔

(2) امام مالک کے نزدیک اگر نماز میں کمی ہو تو سلام سے پہلے سجدہ سہو کیے جائیں اور اگر نماز میں زیادتی ہو تو سلام کے بعد سجدہ سہو کیے جائیں۔

(3) امام احمد کا مذھب یہ ہے کہ جن صورتوں میں نبی اکرم نے سلام سے پہلے سجدہ سہو کیے وہاں سلام سے پہلے اور جن صورتوں میں سلام کے بعد سجدہ سہو کیے وہاں سلام کے بعد کیے جائیں۔

(4) ظاہر کا مذھب یہ ہے کہ صرف ان ہی صورتوں میں سجدہ سہو کیا جائے جن صورتوں میں نبی اکرم نے سجدہ سہو کیا ہے۔

علامہ عینی نے لکھا ہے کہ یہ اختلاف صرف اولویت میں ہے اگر سلام سے پہلے بھی سجدہ سہو کر لیا جائے تو احناف کے نزدیک جائز ہے۔



طالب دعا   علی حیدر + محمد بلال + محمد آصف   (11)

جن صورتوں میں حضور علیہ السلام نے سجدہ سہو کیا۔

1. نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت کے بعد کھڑے ہو گئے جیسا کہ ابن بحینہ کی حدیث میں ہے۔
2. نبی اکرم نے دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا جیسا کہ ذوالیدین کی حدیث میں ہے۔
3. نبی اکرم نے تین رکعات کے بعد سلام پھیر دیا جیسا کہ عمران بن حصین کی حدیث میں ہے۔
4. نبی اکرم نے پانچ رکعات پڑھیں جیسا کہ ابن مسعود کی حدیث میں ہے۔
5. نبی اکرم نے شک کی صورت میں سجدہ سہو کیا جیسا کہ حضرت سعید خدری کی روایت میں ہے۔